نعمائے بہشت اور عقوبات دوزخ

کے مدارج کا فلسفہ

ماخوذ از کتاب : ازالہ اوہام

مصنفہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

*

شائع کردہ

مولانا شیخ عبد الرحمان مصری صاحب

*

شعبہ دعوت وارشاد

*

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

طبع اول دسمبر ۱۹۷۷ء

قادر پریس لاہور

تعداد : ایک ہزار

www.aaiil.org

نعماء بہشت

اور

عقوبات دوزخ کے مدارج کا فلسفہ

سوال :۔ یہ کہاں اور کس کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت مسیح ابن مریم نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اس کا مثیل مراد ہے۔

جواب :۔ اس بات کو پہلے تو قرآن شریف ہی بتصریح ذکر کر چکا ہے جبکہ اس نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ کوئی نبی نہیں آیا جو فوت نہ ہوا ہو "ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد۔ وما جعلناهم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین"۔

اب ظاہر ہے کہ باوجود ان تمام آیات کے جو بآواز بلند مسیح کی موت پر شہادت دے رہی ہیں۔ پھر بھی مسیح کو زندہ خیال کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ برخلاف مفہوم آیت "وما جعلناهم جسداً لا یاکلون الطعام" مسیح جسم خاکی کے ساتھ دوسرے آسمان میں بغیر حاجت طعام کے یوں ہی فرشتوں کی طرح زندہ ہے۔ درحقیقت خدا تعالیٰ کی پاک کلام سے روگردانی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر مسیح اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہے تو خدا تعالیٰ کا آیت ممدوحہ بالا میں یہ دلیل پیش کرنا کہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر فوت ہو گیا تو اس کی نبوت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابتداء سے سارے نبی مرتے

ہی آئے ہیں۔ بالکل نکمی اور لغو بلکہ خلاف واقعہ ٹھہر جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے۔ کہ جھوٹ بولے یا خلاف واقعہ کہے۔

اب ظاہر ہے کہ جبکہ مسیح فوت ہو چکا تو اب وہ موت کے بعد آ نہیں سکتا اور نہ اس کے مرنیکے بعد قرآن شریف میں کوئی خبر اُسکے پھر زندہ ہونے کی دی گئی ہے۔ پس بلاشبہ آنیوالا مسیح اس کا کوئی مثیل ہوگا۔ ماسوا اسکے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پاک احادیث میں اسبات کیطرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح دراصل مسیح ابن مریم نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مثیل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جانیوالے مسیح کا اور حلیہ بتایا ہے۔ اور آنے والے مسیح کا اور حلیہ ظاہر کیا ہے اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے۔ کہ وہ نبی تھا۔ لیکن آنیوالے مسیح کو اُمتی کر کے پکارا ہے۔ جیساکہ حدیث اماکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارتاً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنیوالا مسیح محدّث ہونیکی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کیا بیان ہوگا کہ ماسوا اس کے حضرت مسیح ابنِ مریم جس کی روح اٹھائی گئی۔ بر طبق آیات کریمہ "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔" بہشت میں داخل ہو چکی۔ اب کیونکہ پھر اس عملکدہ میں آجائیں گے۔ اسکو ہم نے مانا کہ وہ کامل درجہ دخولِ بہشت کا جو جسمانی اور روحانی دونوں طور پر ہوگا۔ وہ حشر اجساد کے بعد ہر یک مستحق کو عطا کیا جائے گا۔ مگر اب بھی جسقدر بہشت کی لذات عطا ہو چکی اس سے مقرب لوگ باہر نہیں کئے جاتے۔ اور قیامت کے دن میں بحضور ربّ العالمین ان کا حاضر ہونا ان کو بہشت سے نہیں نکالتا۔ کیونکہ یہ تو نہیں کہ بہشت

باہر کوئی لکڑی یا لوہے یا چاندی کا تخت بچھایا جاوے گا۔ اور خدا تعالے مجازی حکام اور سلاطین کی طرح اس پر بیٹھے گا۔ اور کسیقدر مسافت طے کر کے اسکی حضور میں حاضر ہونا ہوگا۔ تا یہ اعتراض لازم آوے کہ اگر بہشتی لوگ بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو طلبی کے وقت انہیں بہشت سے نکلنا پڑے گا۔ اور اس لق ودق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے۔ حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے۔ اور حق یہی ہے۔ کہ ہم عدالت کے دن پر ایمان تو لاتے ہیں۔ اور تخت رب العالمین کے قائل ہیں۔ لیکن جسمانی طور پر اس کا خاکہ نہیں کھینچتے اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ اللہ اور رسولؐ نے فرمایا ہے۔ وہ سب کچھ ہوگا۔ لیکن ایسے پاک طور پر کہ جو خدا تعالیٰ کے تقدس اور تنزہ اور اس کی تمام صفات کاملہ کے منافی و مغائر نہ ہو۔ بہشت تجلی گاہ حق ہے۔ یہ کیونکر کہہ سکیں کہ اس دن خدا تعالے ایک مجسم شخص کیطرح بہشت سے باہر اپنا خیمہ یا یوں کہو کہ اپنا تخت بچھوا دے گا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس دن بھی بہشتی بہشت میں ہوں گے۔ اور دوزخی دوزخ میں۔ لیکن رحم الٰہی کے تجلی عظمیٰ راستبازوں اور ایمانداروں پر ایک جدید طور سے لذات کاملہ کی بارش کر کے اور تمام سامان بہشتی زندگی کا حسی اور جسمانی طور پر ان کو دکھلا کر اس نئے طور پر کے دارالسلام میں ان کو داخل کر دے گی۔

ایسا ہی خدا تعالےٰ کی قہری تجلی جہنم کو بھی بعد از حساب اور الزام صریح کے نئے رنگ میں دکھلا کر گویا جہنمی لوگوں کو نئے سرے جہنم میں داخل کرے گی۔ روحانی طور پر بہشتیوں کا بلاتوقف بعد موت کے بہشت میں داخل ہو جانا اور دوزخیوں

کا دوزخ میں گرایا جانا بتواتر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہاں تک ہم اِس رسالہ کو طول دیتے جائیں۔

اے خداوند قادر اس قوم پر رحم کر جو کلام الہٰی کو پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ پاک کلام اُن کے حلق سے آگے نہیں گزرتا۔

سوال:۔ مسیح کے دوبارہ آنے کے ابطال میں جو یہ دلیل پیش کی گئی ہے۔ کہ مسیح کا فوت ہونا ثابت ہے۔ اور ہر یک مومن راستباز مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ہر یک جو بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ بمطابق آیت "وما ھم منھا بمخرجین" ہمیشہ رہنے کا بہشت میں حق رکھتا ہے۔ یہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ وہ قصہ صحیح نہ ہو جو عزیر نبی کی نسبت قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ سو برس تک مرا رہا اور پھر خداتعالےٰ نے اس کو زندہ کیا۔ وجہ یہ کہ بمطابق قاعدہ مفروضہ بالا زندہ ہونے سے یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ وہ بہشت سے خارج کیا گیا۔ ایسا ہی اس آیت کو ظاہر پر حمل کرنے سے مردوں کا قبروں سے جی اٹھنا اور میدانِ حساب میں رب العالمین کے حضور میں آنا یہ سب باتیں اس آیت کے ایسے معنے کرنے سے کہ راستباز انسان مرنے کے بعد بہشت میں بلا توقف داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر اُس سے کبھی نہیں نکلتا۔ باطل ہو جاتے ہیں اور مسلمات عقیدۂ اسلام میں ایک سخت انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔

اما الجواب:۔ پس واضح ہو کہ حقیقت میں یہ سچ ہے۔ کہ جو شخص بہشت میں داخل

کیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس سے کبھی خارج نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ جلشانہٗ مومنین کو وعدہ صادقہ دے کر فرماتا ہے۔ لا یمسّھم فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین یعنے بہشت میں داخل ہونے والے ہر ایک رنج اور تکلیف سے رہائی پا گئے۔ اور وہ کبھی اُس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ سورۃ الحجر الجزو نمبر ۱۴ پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے: واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا ما دامت السموات والارض الا ما شآء ربک عطآء غیر مجذوذ۔ (الجزو نمبر ۱۲) (سورۂ ہود) یعنے سعید لوگ مرنیکے بعد بہشت میں داخل کیئے جاتے ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ جب تک کہ آسمان وزمین ہے۔ اور اگر یہ آسمان اور زمین بدلائے بھی جائیں جیسا کہ قیامت کے آنے کے وقت ہوگا۔ تب بھی سعید لوگ بہشت سے باہر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان چیزوں کے فساد سے بہشت میں کچھ فساد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بہشت ان کے لئے ایک ایسی عطا ہے۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے محروم نہیں رہ سکتے۔

ایسا ہی قرآن شریف کے دوسرے مقامات میں بھی بہشتیوں کے ہمیشہ بہشت میں رہنے کا جا بجا ذکر ہے۔ اور سارا قرآن شریف اس سے بھرا پڑا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ "ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون۔ اولٰئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون" وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ مومن کو فوت ہونیکے بعد بلا توقف بہشت میں جگہ ملتی ہے۔ جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین" اور دوسری یہ آیت۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" اور تیسری یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل

اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ اور احادیث میں تو اِسقدر اسکا بیان ہے۔ کہ جسکا باستیفا ذکر کرنا موجب تطویل ہوگا۔ بلکہ خود آں حضرتؐ اپنا چشم دید ماجرا بیان فرماتے ہیں کہ مجھے دوزخ دکھلایا گیا تو میں نے اکثر اُس میں عورتیں دیکھیں اور بہشت دکھلایا گیا۔ تو میں نے اکثر اس میں فقراء دیکھے"۔ اور انجیل لوقا باب ۱۶ میں ایک قصّہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ لعزر جو ایک غریب آدمی تھا۔ مرنے کے بعد ابرہام کی گود میں بٹھایا گیا۔ یعنے نعیم جنّت سے متمتع ہوا لیکن ایک دولت مند جو انہیں دنوں میں مرا دوزخ میں ڈالا گیا۔ اور اُس نے لعزر سے ٹھنڈا پانی مانگا مگر اُسے دیا نہ گیا۔

ماسوا اس کے ایسی آیات بھی ہیں۔ جو ظاہر کرتی ہیں۔ جو حشر اجساد ہوگا۔ اور حساب کے بعد بہشتی بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔ اور دوزخی دوزخ میں اور بظاہر ان دونوں قسموں کی آیات پر نظر ڈالنے سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث میں ارواح طیبّہ کا بہشت میں مرنے کے بعد داخل ہونا تو بدیہی اور کھلے کھلے طور پر ثابت ہے مگر ایک بھی ایسی آیت یا حدیث نہیں ملیگی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یوم الحساب میں بہشتی لوگ بہشت سے باہر نکالدیئے جائیں گے۔ بلکہ حسب وعدہ الٰہی بہشت میں ہمیشہ رہنا بہشتیوں کا جابجا قرآن شریف اور احادیث میں مندرج ہے۔ ہاں دوسری طرف یہ بھی ثابت ہے۔ کہ قبروں میں سے مردے جی اٹھیں گے اور ہر ایک شخص حکم سننے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوگا اور ہر ایک شخص کے عمل اور ایمان کا اندازہ الٰہی ترازو سے اُس پر ظاہر کیا جائے گا۔ تب جو لوگ بہشت کے لائق ہیں۔ بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور جو دوزخ میں جلنے کے سزاوار ہیں۔ وہ دوزخ میں ڈالدیئے

جائیں گے۔

اب واضح ہو کہ اس تعارض کے دُور کرنے کے لئے جو آیات اور احادیث میں باہم واقع ہے۔ یہ راہ نہیں ہے۔ کہ یہ اعتقاد ظاہر کیا جائے کہ موت کے بعد تمام رُوحیں ایک فنا کی حالت میں رہتی ہیں۔ نہ کسی قسم کی انکو راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ کسی نوع کی عقوبت میں گرفتار ہوتی ہیں۔ اور نہ جنّت کی ٹھنڈی ہوا ان کو پہنچتی ہے اور نہ دوزخ کی بھاپ انکو جلاتی ہے۔ کیونکہ ایسا اعتقاد نصوص بیّنہ فرقان اور حدیث سے بکلّی مغائر ہے۔ میّت کے لئے جو دُعا کی جاتی ہے۔ یا صدقات کیئے جاتے ہیں اور میّت کی نیّت سے مساکین کو طعام کھلایا جاتا ہے۔ یا کپڑا دیا جاتا ہے۔ اگر اس درمیانی زمانہ میں جو قبل از حشر اجساد ہے۔ جنّت اور جہنّم کا میّت سے کچھ علاقہ نہیں۔ تو یہ سب اعمال ایک مدّت دراز تک بطور عبث کے متصوّر ہوں گے اور یہ ماننا پڑے گا کہ اس درمیانی زمانہ میں میّت کو راحت اور رنج اور ثواب اور عقاب سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایسا گمان تعلیم نبوی سے سراسر مخالف ہے۔

پس وہ واقعی امر جس سے ان دونوں قسم کی آیات کا تعارض دُور ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ جنّت اور جہنّم تین درجوں پر منقسم ہے۔

پہلا درجہ :- جو ایک ادنٰے درجہ ہے۔ اُس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب انسان اس عالم سے رُخصت ہو کر اپنی خوابگاہ قبر میں جا لیٹتا ہے۔ اور اس درجہ ضعیفہ کو استعارہ کے طور پر احادیث نبویہ میں کئی پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی پیرایہ ہے۔ کہ میّت عبد صالح

کے لئے قبر میں جنّت کیطرف ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ جس کی راہ سے وہ جنّت کی باغ وبہار دیکھتا ہے۔ اوراس کی دلربا ہوا سے متمتع ہوتا ہے۔ اور اس کھڑکی کی کشادگی بحسب مرتبہ ایمان وعمل اُس میّت کے ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ اس کے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جو لوگ ایسے فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں دُنیا سے جُدا ہوتے ہیں۔ کہ اپنی جان عزیز کو محبوب حقیقی کی راہ میں فدا کر دیتے ہیں۔ جیسے شہدا یا وہ صدیق لوگ جو شہدائے سے بھی بڑھ کر آگے قدم رکھتے ہیں اُن کے لئے ان کی موت کے بعد صرف بہشت کیطرف کھڑکی ہی نہیں کھولی جاتی۔ بلکہ وہ اپنے سارے وجود اور تمام قوٰی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوجاتے ہیں۔ مگر پھر بھی قیامت کے دن سے پہلے اکمل اور اتم طور پر لذّات جنّت حاصل نہیں کرسکتے۔

ایسا ہی اس درجہ میں میّت خبیث کیلئے دوزخ کیطرف قبر میں ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ جس کی راہ سے دوزخ کی ایک جلانے والی بھاپ آتی رہتی ہے۔ اور اس کے شعلوں سے ہر وقت وُہ خبیث روح جلتی رہتی ہے۔

لیکن ساتھ اس کے یہ بھی ہے۔ کہ جو لوگ اپنی کثرت نافرمانی کی وجہ سے ایسے فنا فی الشیطان ہونیکی حالت میں دُنیا سے جُدا ہوتے ہیں۔ کہ شیطان کی فرمانبرداری کی وجہ سے بکلّی تعلقات اپنے مولیٰ حقیقی سے توڑ دیتے ہیں۔ ان کے لئے ان کی موت کے بعد صرف دوزخ کیطرف کھڑکی ہی نہیں۔ کھولی جاتی بلکہ وہ اپنے سارے وجود اور تمام قوٰی کے ساتھ خاص دوزخ میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:۔

"مما خطیٰتہم اغرقوا فادخلوا نارا۔" سورہ نوح۔ مگر پھر بھی وہ لوگ قیامت کے دن سے پہلے اکمل اور اتم طور پر عقوبات جہنم کا مزہ نہیں چکھتے۔

تیسرا درجہ:۔ پھر اس درجہ سے اُوپر جو ابھی ہم نے بہشتیوں اور دوزخیوں کے لئے بیان کیا ہے۔ ایک اور درجہ دخولِ جنت دخولِ جہنم ہے۔ جسکو درمیانی درجہ کہنا چاہیئے۔ اور وہ حشر اجساد کے بعد اور جنت عظمٰے یا جہنم کبریٰ میں داخل ہونے سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ اور بوجہ تعلق جسد کامل قوٰے میں ایک اعلٰے درجہ کی تیزی پیدا ہو کر اور خدا تعالٰے کی تجلی رحم یا تجلی قہر کا حسب حالت اپنے کامل طور پر مشاہدہ ہو کر اور جنت عظمٰے کو بہت قریب پاکر یا جہنم کبریٰ کو بہت ہی قریب دیکھ کر وہ لذات یا عقوبات ترقی پذیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہٗ آپ فرماتا ہے:۔ "وازلفت الجنۃ للمتقین وبُرّزت الجحیم للغاوین وجوہٌ یومئذٍ مسفرۃٌ ضاحکۃٌ مستبشرۃ ووجوہٌ یومئذٍ علیہا غبرۃٌ ترھقہا قترۃ اولٰئک ھم الکفرۃ الفجرۃ۔" اس دوسرے درجہ میں بھی لوگ مساوی نہیں ہوتے بلکہ اعلٰے درجہ کے بھی ہوتے ہیں جو بہشتی ہونے کی حالت میں بہشتی انوار اپنے ساتھ رکھتے ہیں انہیں کیطرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے۔ نورھم یسعٰے بین ایدیہم وبایمانہم" ایسا ہی دوزخی ہونے کی حالت میں اعلٰے درجہ کے کفار ہوتے ہیں کہ قبل اسکے جو کامل طور پر دوزخ میں پڑیں۔ ان کے دلوں پر دوزخ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:۔ "نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ"

پھر اس درجہ کے اُوپر جو آخری درجہ ہے۔ تیسرا درجہ ہے۔ جو منتہا ئے مدارج ہے۔ جس میں یوم الحساب کے بعد لوگ داخل ہوں گے۔ اور اکمل اور اتم طور پر سعادت یا شقاوت کا مزہ چکھ لیں گے ؁

اب حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ان تینوں مدارج میں انسان ایک قسم کی بہشت یا ایک قسم کی دوزخ میں ہوتا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے۔ تو اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ ان مدارج میں سے کسی درجہ پہ ہونے کی حالت میں انسان بہشت یا دوزخ میں سے نکالا نہیں جاتا۔ ہاں جب اس درجہ سے ترقی کرتا ہے۔ تو ادنےٰ درجہ سے اعلےٰ درجہ میں آ جاتا ہے۔

اس ترقی کی ایک یہ بھی صورت ہے۔ کہ جب مثلاً ایک شخص ایمان اور عمل کے ادنےٰ حالت میں فوت ہوتا ہے۔ تو تھوڑی سی سوراخ بہشت کیطرف اس کے لئے نکالی جاتی ہے۔ کیونکہ بہشتی تجلّی کی اسیقدر اس میں استعداد موجود ہوتی ہے۔ پھر بعد اس کے اگر وہ اولاد صالح چھوڑ کر مرا ہے۔ جو جد و جہد سے اسکیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور صدقات و خیرات اس کی مغفرت کی نیت سے مساکین کو دیتے ہیں۔ یا ایسے کسی اہل اللہ سے اس کی محبت تھی۔ جو تضرعات سے جناب الٰہی سے اسکی بخشش چاہتا ہے۔ یا کوئی ایسا خلق اللہ کے فائدہ کا وہ کام دنیا میں کر گیا ہے۔ جس سے بندگانِ خدا کو کسی قسم کی مدد یا آرام پہنچتا ہے۔ تو اس خیر جاری کی برکت سے وہ کھڑکی اس کی جو بہشت کیطرف کھولی گئی دن بدن اپنے کشادگی میں زیادہ ہوتی جاتی ہے اور سبقت رحمتی علیٰ غضبی کا منشاء اور بھی اس کو زیادہ کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ کھڑکی ایک بڑا وسیع دروازہ ہو کر آخر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے۔ کہ شہیدوں اور صدیقوں کی طرح وہ بہشت میں ہی داخل ہو جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ بات شرعاً و انصافاً و عقلاً بے ہودہ ہے۔ کہ ایسا خیال کیا جائے کہ باوجود اس کے کہ ایک مرد مسلم فوت شدہ کے بعد ایک قسم کی خیر اس کے لئے جاری رہے۔ اور ثواب اور اعمال صالحہ کی بعض وجوہ اس کے لئے کھلی رہیں مگر پھر بھی وہ کھڑکی جو بہشت کیطرف اس کے لئے کھولی گئی ہے۔ ہمیشہ اتنی کی اتنی ہی رہے۔ جو پہلے دن کھولی گئی تھی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ خداتعالےٰ نے اس کھڑکی کے کھولنے کے لئے پہلے سے اسقدر سامان کر رکھے ہیں۔ جن سے بتصریح معلوم ہوتا ہے کہ اس کریم کا دراصل منشاء یہی ہے کہ اگر ایک ذرّہ ایمان و عمل لے کر بھی اُس کیطرف کوئی سفر کرے تو وہ ذرّہ بھی نشوونما کرتا رہے گا۔ اور اگر کسی اتفاق سے تمام سامان اُس خیر کے جو میّت کو اس عالم کیطرف سے پہنچتی ہے۔ ناپیدار ہیں۔ تاہم یہ سامان کسیطرح ناپید اور گم نہیں ہو سکتا۔ کہ جو تمام مومنوں اور نیک بختوں اور شہیدوں اور صدیقوں کے لئے تاکیدی طور پر یہ حکم فرمایا گیا۔ کہ وہ اپنے اُن بھائیوں کے لئے بدل و جان دُعا مغفرت کرتے رہیں۔ جو ان سے پہلے اِس عالم میں گذر چکے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے لئے ایک لشکر مومنوں کا دُعا کر رہا ہے۔ وُہ دُعا ہرگز ہرگز خالی نہیں جائے گی۔ بلکہ وہ ہر روز کام کر رہی ہے۔ اور گنہگار ایمان دار جو فوت ہو چکے ہیں۔ انکی اُس کھڑکی کو جو بہشت کیطرف تھی۔ بڑے زور سے کھول رہی ہے۔ ان دُعاؤں نے اب تک بے شمار کھڑکیوں کو اِس حد تک کشادہ کر دیا ہے۔ کہ بے انتہا ایسے لوگ بہشت میں پہنچ چکے ہیں جن کو اوّل دنوں میں صرف ایک چھوٹی سی کھڑکی بہشت کے دیکھنے کے لئے عطا کی گئی تھی۔

اِس زمانہ کے اُن تمام مسلمانوں کو جو موحد کہلاتے ہیں۔ یہ دھوکا بھی لگا ہوا ہے کہ وُہ خیال کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہونے والے صرف شہید لوگ ہیں۔ اور باقی تمام مومنین یہاں تک کہ انبیاء اور رسول بھی یوم الحساب تک بہشت سے باہر رکھے جائیں گے۔ صرف ایک کھڑکی اُن کے لئے بہشت کیطرف کھولی جائے گی مگر اب تک اُنہوں نے اِس بات کیطرف توجہ نہیں کی کہ کیا انبیاء اور تمام صدیق رُوحانی طور پر شہیدوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اور کیا بہشت سے دُور رہنا ایک قسم کا عذاب

نہیں جو مغفورین کے حق میں تجویز نہیں ہو سکتا؟ جنکے حق میں خدا تعالیٰ نے یہ کہہ کہ "رفع بعضہم درجات" کیا ایسا شخص سعادت اور فوز مرام میں شہیدوں کے پیچھے رہ سکتا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے اپنی نافہمی سے شریعت غرّا کو الٹا دیا ہے۔ انکے زعم میں سب سے پہلے بہشت میں داخل ہونے والے شہید ہیں۔ اور شاید کہیں بے شمار برسوں کے بعد نبیوں اور صدیقوں کی بھی نوبت آوے۔ اس کسر شان کا الزام ان لوگوں پر بڑا بھاری ہے۔ جو پورے عذروں سے دُور نہیں ہو سکتا۔ بے شک یہ بات سب کے فہم میں آسکتی ہے۔ کہ جو لوگ ایمان اور عمل میں سابقین ہیں وہی لوگ فی دخول الجنت میں بھی سابقین چاہئیں نہ یہ کہ ان کے لئے صرف ضعیف الایمان لوگوں کیطرح کھڑکی کھولی جاوے اور شہید لوگ دُنیا سے رخصت ہوتے ہی ہر یک پھل بہشت کا چُن چُن کر کھانے لگیں اگر بہشت میں داخل ہونا کامل ایمان کامل اخلاص کامل جانفشانی پر موقوف ہے۔ تو بلاشبہ نبیوں اور صدیقوں سے اور کوئی بڑھ کر نہیں۔ جن کی تمام زندگی خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا ہوتے ہیں۔ کہ بس مرے ہی رہتے ہیں۔ اور تمنّا رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے جائیں۔ اور پھر زندہ ہوں اور پھر شہید کئے جائیں۔ اور پھر زندہ ہوں اور پھر شہید کئے جائیں۔

اب ہماری اس تمام تقریر سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست اسباب موجود ہیں۔ کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور پر داخل ہو جائیں گے۔ اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا۔ بلکہ اس وقت اور بھی بہشت

نزدیک ہو جائے گا ؛

کھڑکی کے مثال سے سمجھ لینا چاہیئے کہ کیونکر بہشت قبر سے نزدیک کیا جاتا ہے۔ کیا قبر کے نزدیک جو زمین پڑی ہے۔ اس میں بہشت آجاتا ہے ؟

"نہیں"

بلکہ روحانی طور پر نزدیک کیا جاتا ہے۔ اسطرح روحانی طور پر بہشتی لوگ میدانِ حساب میں بھی ہوں گے اور بہشت میں بھی ہوں گے۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

"میری قبر کے نیچے روضۂ بہشت ہے۔"

اس پر خوب غور کرو کہ یہ کس بات کیطرف اشارہ ہے۔

اور عزیر کے فوت ہونے اور پھر سو برس کے بعد زندہ ہونے ہونے کی حجّت جو پیش کی گئی ہے۔ یہ حجّت مخالف کے لئے کچھ مفید نہیں ہے۔ کیونکہ ہرگز بیان نہیں کیا گیا کہ عزیر کو زندہ کر کے پھر دنیا کے دارالہموم میں بھیجا گیا۔ تا یہ فساد لازم آوے کہ وہ بہشت سے نکالا گیا۔ بلکہ اگر ان آیات کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کیا جاوے تو صرف یہ ثابت ہوگا کہ خداتعالےٰ کے کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلادیا تا اپنی قدرت پر اس کو یقین دلادے۔

مگر وہ دنیا میں آنا صرف عارضی تھا۔ اور دراصل عزیر بہشت میں ہی

موجود تھا۔ جاننا چاہیئے کہ تمام انبیاء اور صدیق مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور ایک نورانی جسم بھی انہیں عطا کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی بیداری میں ربا بارول سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ اس بارہ میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے۔ پھر اگر عزیر کو خدا تعالیٰ نے اسی طرح زندہ کر دیا ہو تو تعجب کیا ہے۔ لیکن اس زندگی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ زندہ ہو کر بہشت سے خارج کیئے گئے یہ عجیب طور کی نادانی ہے۔ بلکہ اس زندگی سے تو بہشت کی تجلّی زیادہ تر بڑھ جاتی ہے۔

ایک سوال کا جواب

لیلۃ القدر کے اور معنی کر کے نیچریت اور باطنیّت کا دروازہ کھول دیا ہے معترض صاحب نے اس اعتراض سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اس جگہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے۔ کہ پہلے معنے لیلۃ القدر کے جو علماء کرتے ہیں۔ وہ بھی مسلّم اور بجا ہیں۔ اور ساتھ ان کے یہ بھی معنے ہیں اور ان دونوں میں کچھ منافات نہیں۔

قرآن شریف ظاہر بھی رکھتا ہے۔ اور باطن بھی اور صدہا معارف اُسکے اندر پوشیدہ ہیں۔ پس اگر اس عاجز نے تفہیم الٰہی سے لیلۃ القدر کے یہ معنے کئے تو کہاں سے سمجھا گیا کہ پہلے معنوں سے انکار کیا ہے۔ کیا آنحضرت ؐ کا زمانہ خیر القرون نہیں کہلاتا؟ کیا اس زمانہ کے عبادات ثواب میں بڑھ کر نہیں تھیں؟ کیا اس زمانہ میں نصرت دین کے لئے فرشتے نازل نہیں ہوتے تھے کیا روح الامین نازل نہیں ہوتا تھا؟

پس ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر کے تمام آثار و انوار و برکات اس زمانہ میں موجود تھے۔ ایک ظلمت بھی موجود تھی جس کے دور کرنے کے لئے یہ انوار و ملائک اور روح الامین اور طرح طرح کے روشنی نازل ہو رہی تھی پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس مقدس زمانہ کا نام بھی الہام الٰہی سے لیلۃ القدر ظاہر کیا گیا۔ تو اس سے کون سی قباحت لازم آگئی۔ جو شخص قرآن شریف کے ایک معنی کو مسلّم رکھ کر ایک دوسرا لطیف نکتہ اس کا بیان کرتا ہے۔ تو کیا اس کا ملحد نام رکھنا چاہیئے۔

اس خیال کے آدمی بلاشبہ قرآن شریف کے دشمن اور اس کے اعجاز کے منکر ہیں ؛